

## پنجابی نظم: تعارف و تجزیہ

(بحوالہ مطبوعہ کتب 2013ء)

ڈاکٹر نوید شہزاد

ایسوسی ایٹ پروفیسر پنجابی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

### PUNJABI POETRY INTRODUCTION AND ANALYSIS

Naveed Shehzad, PhD

Associate Professor of Punjabi

Department of Punjabi, University of the Punjab, Lahore

#### Abstract

The article deals with the Punjabi poetry books published in the year of 2013. Besides taking into account the quality and quantity, a comprehensive review has been given on the contents of each book. The article begins with the pure collection of Punjabi poem and later on sheds light on the books carrying the Punjabi poem partially. The Punjabi poetry of 2013 has been divided into two trends: neoclassical and modern poem. Thus the panorama of Punjabi poetry comes into forth more vividly and also help demeanor the future of Punjabi poem.

**Keywords:** قافیہ، ردیف، شاعری، زاہد مسعود، سلمان سعید، شان ولایت، غزل،  
بجلی، گیس، اکھاں مٹی ہو گئیاں

سال 2013ء میں جو پنجابی شعری مجموعے شائع ہوئے ان کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق چونتیس ہے۔ ان میں سے کچھ غزل اور کچھ دوسری اصنافِ سخن سے متعلق ہیں۔ خالصتاً نظم مجموعوں کی تعداد چھ ہے۔ جن میں اسماں ٹساں دی کون کون: نجم حسین سید، جاندیاں رتاں دے پر چھانویں: سلمان سعید، فنشنگ لائن: نوید شہزاد، کئی کئی دریا: زاہد مسعود، نظماں ای نظماں: ایم اے آزاد کھوکھر اور ودھوارنگی مانگ: اجمل خیال شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے شعری مجموعوں میں دوسری اصنافِ سخن کے ساتھ مختلف تعداد میں نظمیں بھی شامل ہیں۔ سب سے پہلے نظم پر مشتمل مجموعے اور پھر وہ شعری مجموعے موضوعِ بحث ہیں جن میں مختلف اصنافِ سخن کے ساتھ نظم بھی شامل ہے (کتب کو حذفِ تجزی کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے)۔ مزاحیہ نظم کو اس مطالعہ میں شامل نہیں کیا گیا کہ وہ ایک الگ مستقل گوشہ ادب ہے اور اسے طنز و مزاح کی ذیل میں ہی موضوعِ بحث بننا چاہیے۔

### اسماں ٹساں دی کون کون: نجم حسین سید

نجم حسین سید ترقی پسند نظم کو شعرا کے امام مانے جاتے ہیں۔ اس مجموعہ نظم میں بھی حسب سابق بھارتی ڈالتا ہوا اسلوب بیان اور ترقی پسند تحریک سے متصل تصور معاشرت کا حامل شعور منظومات کا بنیادی وصف ہے۔ مثال کے لئے نظم ”اک غیر بزرگ دا الہامہ“ دیکھیے، اسے آپ براہ راست شاعری کا نمونہ بھی کہہ سکتے ہیں:

”پیو لبہدا مریائے اناں ڈھوندا / پنج لکھ کیش سلائی مشین ماں ایہدی اگے  
 دھریائے / ایم اے ایہوں کرایائے / کالج لویائے / اگلیاں نوں ہنن ویکھ کیہ  
 پڑھیندی جے / اکھے ہتھ پولاد ستانہ اے ہتھ کرارے دا / ایہو قانون جے اصلی  
 ایس دیہارے دا / اپنے آپ نوں آہناں سنی چل چپ کر رہو / چاڑھ کے  
 دیگاں بھکھ پئے اسیں کھوینے آں / یونیورسٹیاں کھول ان پڑھ بنوینے آں /  
 ہسپتال بنوا بیمار کرینے آں / کوڈے ہتھ لایا دایمیںوں سدیندی جے / آہندی اے  
 وچوں چیونا اے میں، مگر وں اہو“۔ (۱)

کچھ نظموں میں پابند شاعری کے بیشتر اجزا کی جلوہ گری کا شعوری اہتمام نظر آتا ہے مثلاً بحر، قافیہ، ردیف، موسیقیت وغیرہ اور سب سے بڑھ کر لفظی ترتیب جو ان نثری اوصاف سے مکمل طور پر دامن افشاں ہے جو مذکورہ بالا نظم کا جزو اعظم دکھائی دیتا ہے، دیکھیے:

”ایہ بید کیتب پرانی نہیں / آئی نویں گرو دی بانی نہیں / ایہ نفع منانے والاں دا /  
 ودھ کرن دی گھٹ مزدوری اے / ایہ لنگھدا پل ہے ان ممکنا / ایہ اک دی گھل  
 حضور اے / ایہ سکھ ہے مت مرجیون دا / ایہ دکھیاں دی مجبوری اے“۔ (نظم:

اج دی وار) (۲)

جان دیاں رتاں دے پر چھاویں: سلمان سعید

سلمان سعید ان شعرا میں سے ہیں جن کی وجہ شہرت نظم بنی۔ مذکورہ کتاب نظموں پر مشتمل ان کا تیسرا مجموعہ ہے۔ ان پابند، آزاد اور نثری نظموں میں آج کے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام لحاظ موضوع تخلیق بنتے نظر آ رہے ہیں۔ تخیل اور احساسات و محسوسات کی دنیاؤں کی جلوہ گری کی ایک مثال دیکھیے:

”صحراواں وچ / اڑدے اڑدے / میں اک / عجب جیہا پھل تکیا / جیہو ا / بالکل  
 بندیاں دانگوں / ہسداوی سی / روندادی سی / میرے کولوں نظر بچا کے / اپنا رنگ  
 / بدلدادی سی!“ (نظم) (۳)

فنشنگ لائن: نوید شہزاد

’فنشنگ لائن‘ پابند، آزاد اور نثری نظموں کے آہنگ سے مزین ہے۔ ڈاکٹر ضیاء الحسن کی رائے میں: ’نوید شہزاد کا زندگی کو دیکھنے کا زاویہ مختلف ہے، اس لیے ان کی نظمیں اپنے اسلوب، ساخت اور فضا کے اعتبار سے مختلف ہیں۔‘ فنشنگ لائن جدید پنجابی شاعری میں اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ جدت شعوری طور پر پیدا کردہ نہیں ہے بلکہ شاعر کے نئے تخلیقی تجربے سے پیدا ہوئی ہے۔ (۴)

نظم ”ونڈیائی“ سے مثال دیکھیے: ”تیرے مگروں جتنے مینہ میں کٹھے کیتے / اج او ہناں دیاں

ساریاں کنیاں / اپنے پند دے بالاں اندر وڈ دتیاں نیں / مالے / وڈ دتا اے اوہ بدل دی / مینوں  
چھوہون مگروں جس مال / تُوں اپنے ہتھ پونجے سن / اس توں مگروں / میں پل پل چند چوبلی / مینوں پل  
پل چند چوبلیا۔“ (۵)

کئی کئی دریا: زاہد مسعود

زاہد مسعود اردو نظم کوئی کے حوالے سے معروف نام ہے۔ مذکورہ کتاب ان کی پنجابی نظموں کا  
پہلا مجموعہ ہے۔ آزاد اور نثری نظموں کے اس مجموعہ میں دو طرح کا اسلوب بیان سامنے آتا ہے۔ ایک  
جو براہ راست شاعری سے متعلق ہے۔ مثال کے طور پر نظم ”چمکے“ دیکھیے:

”مسیحاں تے درگا ہواں / لوکاں مال بھریاں ہوئیاں نیں / پر / ایمان نہیں لبھدا /  
عدالتاں وکیلاں مال بھریاں ہوئیاں نیں / پر / انصاف نہیں لبھدا / سکولاں دیاں  
گراؤنڈاں تے پارک ویران پئے نیں / تے چھڑاں تے قبضے ہو رہے نیں /  
مسیحاں تے درگا ہواں بنان لئی!“ (۶)

یہاں صرف دو باتیں قابل توجہ ہیں کہ سکول، گراؤنڈ اور پارک ویرانی سے دو چار کیوں  
ہوئے اور مساجد و درگا ہیں بنانے کے لیے صرف جو ہڑوں پر ہی قبضے کیوں کیے جا رہے ہیں۔ جب کہ  
دوسرا اسلوب بیان وہ ہے جو معاصر نثری اردو نظم میں شعری شعور کے ساتھ نظر آتا ہے۔ نثری نظم کے لیے  
یہ اسلوب بیان مناسب معلوم ہوتا ہے:

”ہوا / گلے پتراں اُتے کرناں چھڑکدی رہی / تے میں / گلی دے لیمپ دے  
چائن وچ / اپنا سفنا / ناپ رائنڈ دے فیتے اُتے نقل کردار ہیا / جھٹ گو پہلاں /  
میں نیندرنوں آواز ماری سی / پر اوہنے / ریل گڈی دی سیٹی و جا کے / مینوں رب  
راکھا آکھیا / ٹی وی دے اینیے مال لہکدی پتنگ / روشندان دا شیشہ کھڑکاندی  
رہی / میں / سلپراں وچ گھسی ٹھنڈنوں / چھت نوں جان والیاں پوڑیاں ول  
دھکدار ہیا / اپنے وچ / کچیاں اناں توں سمندی کن من دی رات / کبوتر اں  
والے پنجرے وچ وڑگئی۔“ (۷)

### نظمیں ای نظمیں: ایم اے آزاد دھوکھر

یہ موضوعاتی پابند نظموں کا مجموعہ ہے۔ اسلوب بیان اور موضوعات سے پنجابی قصہ کوئی کی روایت تازہ ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور یہ عنصر نظموں کے عنوانات سے بھی عیاں ہو رہا ہے جیسے: مُکّا ہونا چاہی دا، ویر کسان، اک فوجی ویرنوں دُکھیا ری بھین دا خط، ڈینگلی بخار دیاں تباہیاں، بابائے قوم حضرت قائد اعظم محمد علی جناح نوں میر اسلام ہووے، اک رحم دل ڈاکو، چھوٹا کنبہ چنگا یارو، سگریٹ پیٹا چنگا کم نہیں، مٹھی کھیر، بے غیرت کواڈھن، گاں دی قربانی وغیرہ وغیرہ۔ ”گاں دی قربانی“ سے ایک مثال دیکھیے:

”گھٹ تولنا تے ماپنا نہیں ویر وچاہی دا / ہے حرام دا منافع یا روہرا پھاہی دا /  
سُو دی پیسے والا نہیں جے بلی پارگدا / بند ابن جاندا کیکھ لئونشانہ جگ دا“۔ (۸)

### ودھوارنگی مانگ: اجمل خیال

پابند اور آزاد نظموں کے اس مجموعے میں غزلیہ اسلوب بیان کی مانند نکتہ آفرینی نمایاں نظر آتی ہے۔ بیشتر نظموں کا انت پابند نظم کی مانند منطقی انجام کا حامل ہے۔ مصرعوں کی بنت غزل کے مصرعوں سے مشابہ ہے، مثال دیکھیے:

”ادھا جیون لکھیا ساڈا / دے عٹھے دی بانگ / ادھا جیون لے گئی سجنو / یار ملن  
دی تانگھ / سارا جیون دسیا مینوں / ودھوارنگی مانگ“۔ (نظم: ودھوارنگی  
مانگ) (۹)

### آساں: حکیم نذیر احمد نذیر

کتاب جدید و قدیم اصناف سخن کا مجموعہ ہے۔ حمد، نعت کے بعد نظم بہ عنوان ”شانِ ولایت“ دی گئی ہے جو چار بندوں پر مشتمل ہے۔ جس میں اولیاء اللہ کی شان اور ان کے فیوض و برکات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اس کے بعد سی حرفی ”دھولا“ اور ”رنگلا“ چرخہ کے زیر عنوان طویل نظم دی گئی ہے اور تقریباً

’چرخہ‘ کی علامت کو اسی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے جو معنی شاہ حسین نے اپنی کافیوں میں طے کیے۔  
 ’باراں ماہ‘ میں ’چیت‘ سے لے کر ’پھگس‘ تک اور پھر ’باراں ماہ چرخہ‘ کے عنوان سے ’چیتز‘  
 سے لے کر ’پھاگن‘ تک کے دہی مہینوں کے موسمی مزاج کو پیش نظر رکھتے ہوئے طبع آزمائی کی گئی۔ یہ  
 دونوں منظومات موضوع و مزاج کے اعتبار سے باراں ماہ کی شعری روایت سے مکمل طور پر ہم آہنگ  
 ہیں۔ اس کے بعد کافیاں اور غزلیں شامل ہیں۔ ان میں سے آپ ’شانِ دلایت‘ کو فنی حوالے سے  
 نوکلا سکی نظم کا حصہ قرار دے سکتے ہیں مگر بقیہ تمام منظومات کافئی و فکری سطح پر پنجابی نظم کی نئی روایت سے  
 کوئی تعلق نہیں۔ (۱۰)

اکھاں مٹی ہو گئیاں: منور شکیل

یہ نظم اور غزل پر مشتمل مجموعہ ہے۔ کچھ نظمیوں پابند اور کچھ آزاد ہیئت کی حامل ہیں۔ نظموں  
 میں استعاراتی فضا بھی ہے اور نقطہ آفرینی بھی۔ تمام نظموں کے موضوعات آج کے انسان کی باطنی و  
 خارجی دنیاؤں کی کتبیبان کرتے نظر آتے ہیں۔ نظم ’سچ پوندی‘ دیکھیے:

”کچھ بدلاں دے ٹوٹے اچ وی / ذہن دے امبر اتوں / تیرے ماں دی بارش  
 کردے رہندے نیں / جذبے کھر دے رہندے نیں / جد وی تینوں بھلنا  
 چاہواں / سچ پوندی اے دل اندر / فیر اک یاد چنگاری / مینوں رنگ للیاری / پکا  
 رنگ للیاری“۔ (۱۱)

اکھیوں اوہلے: صائمہ الماس مسرور

نظموں اور غزلوں پر مشتمل اس کتاب میں نظم کے لیے عام طور پر آزاد ہیئت استعمال کی گئی  
 ہے اور تمام نظمیوں دو طرح کے موضوعات پر مبنی ہیں۔ ایک وہ عشق حقیقی جو صوفیانہ شعری روایت سے مجزا  
 ہوا ہے اور دوم وہ تانیثی موضوعات جو تیسرے درجے کے پسماندہ ممالک میں عورت کا مقدر ٹھہرتے  
 ہیں۔ ’کاڈ کا عشق مجازی کی مثالیں بھی موجود ہیں۔ تینوں کے نمونے دیکھیے:

”میں تے توں دی کھیڈاوتی / اوڑک اگواک / رنگاں دے اس پردے چھتھے /

آپ نوں اپنی سسک“۔ (نظم: کون کہا دے دو) (۱۲)  
 ”ہر پاسے ای بھکھیاں نظراں / پیارتوں خالی رکھیاں نظراں / چھٹلا، مندری، کجرا  
 دھوکا / روزنواں اک بھرا دھوکا“۔ (نظم: بھرا دھوکا) (۱۳)  
 ”ہنس اوہنوں / فر / خط پاؤنا اے / پر / لکھنا کجھ نہیں“۔ (نظم: سنہیا) (۱۴)

پانی دا پر چھاواں: ایس اے عمران نقوی

مجموعے کا پہلا حصہ چھبیس نظموں پر مشتمل ہے۔ یہ نظمیں اپنے عنوانات سے لے کر موضوع متون تک عصری شعور کی نمائندگی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ فنی حوالے سے یہ منظومات پابند و آزاد نظم کی ہیئت لیے ہوئے ہیں۔ جب کہ فکری حوالے سے نئی سوچ کی نمائندگی کر رہی ہیں مگر اس کے باوجود اسلوب بیان واضح ہے، کسی خاص علامتی یا استعاراتی نظام کی بدولت منظومات کسی خاص توضیح و تعبیر کی طلب نہیں کرتیں۔ ایک مثال دیکھیے:

”ماضی / اپنے اٹھے پن دا سونا پھڑ کے ٹردا اے / صدیاں / اوہدا اپنا پھڑ کے کچھے  
 کچھے آندیاں نیں / ہولی ہولی ٹردا ماضی / اک دم اگے آجاندا اے / فیر ماضی دا  
 حصہ بن کے / صدیاں دے پلے نوں پھڑ کے / کچھے کچھے آنداں میں“۔ (میں  
 تے ماضی) (۱۵)

تیرے عشق بیماریاں لائیاں: زوار حکیم محمد ابصار حیدری

نظم کے ساتھ غزل بھی شامل کتاب ہے۔ کچھ نظمیں ہیئت و مزاج کے اعتبار سے چومصرعہ کی مانند ہیں اور کچھ طنز سے بھرپور نوکلاسیکی نظم کی یادگار ہیں۔ دو نظمیں آزاد نظم کی ہیئت میں ہیں مگر تمام نظموں کا اسلوب بیان براہ راست پابند شاعری کا روپ سروپ ہے، مثال دیکھیے:

جہاں نوں لوکی کہندے نیں / وڈے مولی، وڈے قاری حق بھیناں دا کھاندے  
 پے نیں / سچ نوں جھوٹھ / بناندے پے نیں / فیروں / رب دی یاد دے سوچ اوہ  
 / جھوٹھے موٹھے روندے پے نیں“۔ (نظم: انہاں نوں کیہ ہویا) (۱۶)

### خواباں بھریاں اکٹھاں: اعجاز فیروز اعجاز

کتاب میں حمد، نعت، سلام، منقبت، ترانے، کافیاں اور غزلیں بھی شامل ہیں۔ پہلی دو نظمیں ’پردہ اور کھدے‘ کو شاعر نے ہمیشگی حوالے سے ایک لفظی نظمیں کہا ہے اور اسے یوں لکھا گیا:

چرخے / گئے / سوتر / وٹیا.....

عقلاں / اتوں / پردہ / ہٹیا.....

جھگڑے / والا / بدل / چھٹیا..... (نظم: پردہ) (۱۷)

یہ ایک پابند نظم ہے۔ تین ہم وزن و ہم قافیہ مصرعوں پر مشتمل اس نظم کا وزن ’فعلن فعلن فعلن‘ ہے یعنی سولہ ماتروں پر مشتمل مصرع۔ دیکھیے:

چرخے / گئے / سوتر / وٹیا (16 ماترے)

عقلاں / اتوں / پردہ / ہٹیا (16 ماترے)

جھگڑے / والا / بدل / چھٹیا (16 ماترے)

اسی طرح بقیہ دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ اور نو لفظی نظموں کی صورت حال ہے۔ اسلوب بیان غزل یا پابند شاعری کے قریب تر ہے۔

### دل دا کاسہ: امین اڈیرائی

نظم اور غزل کی اس کتاب میں نظم ہیبتی اعتبار سے پابند اور نثری ہیبت میں منقسم ہے اور اس پابند اور نثری نظم کا اسلوب بیان براہ راست شاعری کا نمونہ ہے۔ مختلف موضوعات کی حامل ان نظموں کی دو مثالیں دیکھیے:

”دنیا دے ایس میلے اندر / بھکھ تماشے کرواندی اے / اپنے پانی پیٹ دی خاطر /

پیو پتراں نوں لڑواندی اے / بھکھ دے کئے ای ماں نیں یا رو / بھکھ دے کافی

روپ ہوندے نیں“۔ (نظم: بھکھ) (۱۸)

”اپنے اُتے / مٹی دا تیل / چھڑک کے خودکشی / کرن والا شخص / جے ایہ سمجھدا اے / کہ



اوہنوں/انصاف ملے گا/تے ایہہ اوہدی بھل اے“۔ (نظم: انصاف) (۱۹)

رتی شام واسفر: یوسف رند

کو اس مجموعہ کلام میں ایک غزل بھی شامل ہے مگر اسے مجموعہ نظم ہی مانا جائے گا۔ بیشتر نظمیں ماضی کے صیغے ’سی‘، ’سن‘ سے مزین ہیں۔ کئی مصرعے اور کئی نظموں کی فضا دھیان کو منیر نیازی کی پنجابی نظم کے بنیادی وصف کی جانب لوٹا دیتی ہے۔ ”کچھ مصرعے دیکھیے: ”بے کل شام سفر دی میری / چپ اداس دی راہواں سن / بے چینی سی ہو رطرحاں دی / بھجھدے پے چہ اناں دی / ہریاں ہریاں باغاں دے وچ / شوکر کالیاں ناگاں دی / مینوں خوف سی ہو رطرحاں دا / چپ سماں ورگی سی“۔ (نظم: رتی شام واسفر) (۲۰)

بوہے باریاں رت مال بجیاں / وچ مکاناں کوئی نہیں سی / باسی باسی مہک پھلاں دی / وچ دیواناں کوئی نہیں سی / لوکاں ورگیاں ڈانٹاں چویں / رات دے پچھلے پہر دیاں / شہروں باہر کھلوکے روجاں / گھر دارستہ بھدیاں سن۔ (نظم: لاوارث روجاں دانوحہ) (۲۱)

یہ بنیادی طور پر خیال کی شاعری ہے کہ جس میں اسلوب بیان کو اہم جاننے کی بجائے ’خیال‘ کی اصلیت کو برقرار رکھنے پر زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ فکری حوالے سے بے چینی و احساس رائیگاں نمایاں ہے۔

عشق پریتاں: گل زیب عباسی

مذکورہ مجموعہ میں غزل بڑی تعداد میں موجود ہے جب کہ اٹھائیس نظمیں شامل ہیں۔ نظمیں پابند شاعری کا روپ ہیں۔ ان میں کئی ہیئتیں استعمال کی گئی ہیں، کچھ مثالیں دیکھیے:

جدھر جدھر پیر اٹھاواں

ڈنگیا جاواں

کیہ مگر لاواں (داجاں) (۲۲)

کچھ نظمیں روایتی آزاد نظم سے ملتی جلتی ہیں مثلاً نظم ’اڈنی چڑے‘ یا ’نیویں نکلے پانی‘ وغیرہ۔

تمام نظموں کا اسلوب بیان اور بیانیہ روایتی پابند شاعری کے قریب ہے مگر کہیں کہیں نئے پن کا احساس بھی چھوٹتا ہے۔ دیکھیے، خاص طور پر دوسرا مصرع:

نہر کنارے ڈھولا انج ملیا

جو یں نیویں نکلے دا پانی (۲۳)

(نیویں نکلے دا پانی)

قلندر وار: محمد صابر

مجموعے میں غزلوں کے ساتھ قلیل تعداد میں نظمیں شامل ہیں مثلاً پہلی نظم مزاحمتی آہنگ سے مزین ہے اور استحصالی نظام کے موضوع کو اپنائے ہوئے ہیں۔ اس طرح 'ساڈے ماویں'، 'اٹھ ملنگا دھرنا دے' بھی مذکورہ بالا آہنگ کا تسلسل ہیں۔ عوامی لب و لہجے کی نمائندہ بقیہ نظمیں کچھ پابند اور کچھ آزاد ہیئت میں ہیں۔ مثال دیکھیے:

پھڑلے سارے باگڑ بے/ باندر بھی جاٹوں کَلے/ ہو چنگا دھرنا دے/ اٹھ ملنگا

دھرنا دے/ بھوکن والے گتے نیں/ تے سوراں توں اُتے نیں۔ (۲۴)

کرماں دی چھاں: محمد ممتاز راشد

اس نظم کے ساتھ غزل بھی شامل ہے اور اس کے علاوہ معروف پنجابی لوک اصنافِ سخن ماہیا، بولی اور دوہا پر بھی طبع آزمائی کی گئی ہے۔ ابتدائی تین نظمیں ملتی ہیں۔ بقیہ نظمیں آخری حصے کے طور پر شامل کتاب ہیں۔ ان نظموں کے موضوعات 'ماں دی لوڑ'، 'اکلا پا بڑھاپا'، 'ماڑا بندہ تے منگھیائی'، 'وے پیا'، 'پاپ نگر'، 'جھوٹے عاشق دا آخری سچ' وغیرہ جہاں روایتی موضوعات کی حامل ہیں وہاں ان کا اسلوب بیان بھی روایتی پابند شاعری سے میل کھاتا ہے۔ ان کے علاوہ کچھ خالصتاً عصری شعور اور کچھ طنز و مزاح کا نمونہ ہیں۔ ایک نظم سے مثال دیکھیے:

'جملّاں دی تقریر بدل دی دیکھی اے/ آیتاں دی تفسیر بدل دی دیکھی اے/ زردا

جادو بولد او دیکھی سچڑھ کے/ قول، نیاں، تحریر بدل دی دیکھی اے'۔ (بدل دی

دیکھی اے) (۲۵)

### کندھ اسماناں تیک: بشری ناز

یہ اصنافِ سخن کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ غزل جب کہ دوسرا حصہ نظم ہے۔ پابند اور آزاد دونوں ہیئتیں برتی گئی ہیں۔ اسلوب بیان اور خیال کی پختگی کے ساتھ ساتھ الفاظ، استعارات و تشبیہات کو بر محل برتنے کا سلیقہ فن غزل کوئی کی مہارت کی جانب اشارا کرتا ہے۔ احساسِ رایگانہ نمایاں ہے۔ انتساب: ”ماں جی کے نام جنہوں نے مجھے بولنا سکھایا، ابا جی کے نام جنہوں نے مجھے لکھنا سکھایا اور اپنے شوہر کے نام کہ جس نے نہ کبھی مجھے بولنے سے روکا اور نہ ہی لکھنے سے“ کے باوجود ان کے ہاں وہ عدم اطمینانی اور محرومی کی فضا نمایاں نظر آتی ہے جو تیسرے درجے کے خطوں کی اس عورت کی تقدیر ہے جو ازل سے نام نہاد روایات کے نام پر مقید چلی آ رہی ہے۔ کچھ مصرعے دیکھیے:

”سانوں ریت رواج دے نام تے / جگ قید سنائی / اسیں پیریں سنگل پالنے /

چپ کر کے بہہ گئے“۔ (نظم: اک ادھی سدھر دا گاؤن) (۲۶)

”شوق دے نال ایہ سفنے بیجے / وارث بن گئے دو جے تیجے / پڑھ نہ ہوون ہتھ

دیاں ریکھاں / لیکھاں دے وچ ٹھکیاں میخاں / کوئی سمجھ نہ آئے / مائے نی /

میری سسک دے پھل کلائے“۔ (نظم: میری سسک دے پھل کلائے) (۲۷)

”کانغ دے کورے پئے تے / پٹھیاں سدھیاں لیکاں / لہورنگیاں نیں چیرکاں /

سڑک حیاتی واڑاں والی / بھج کج دھریکاں / پہلی وار نہ روئے سفنے / مت سپا پے /

دھیاں رب دی رحمت نیں تے / کیوں روندے نیں ماپے!“ (نظم: دھیاں

دے دکھ) (۲۸)

### مجرے کردی اکھ: محمد ایوب سنگلیا

غزل کے ساتھ کچھ نثری اور آزاد نظمیں بھی شامل کتاب ہیں۔ بیشتر نظمیں آزاد ہیں۔ فکر،

ہیئت اور اسلوب بیان نیا ہونے کے باوجود نظمیں منطقی انجام سے مزین ہیں۔ مثال دیکھیے:

”ٹھڈے کھاندی پی ہے صحرائی ہوا / زدوچ لہدی مائیں / کوئی وی زلف / نہ

ہی اڈاندی پئی ہے / کوئی دو پٹہ / اڈاندی ہے تے بس / سٹکے سٹکے تھیلے / ہوانال  
 اڈدے نیس ایہ بے چارے / تے اکھئی بن دے نیس / عجب ایہ نظارے / تے  
 نقش ہوندے دل تے / عجب اے احساس / کہ بے وزناں دی کدھرے وی / کوئی  
 ڈھوئی نہیں۔“ (نظم) (۲۹)

میں چیتز نہیں چکھیا: خاقان حیدر غازی

اس مجموعہ میں کافی وغزل کے ساتھ نظمیں شامل ہیں۔ جو آہنگ اُن کی کافیوں کا ہے وہی  
 بیشتر نظموں میں بھی نظر آتا ہے۔ پنجابی گیتوں کی مانند ان نظموں کی مترنم اور رواں دواں بحر و کوصف  
 خاص کہا جاسکتا ہے۔ ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں کے احساس سے لبریز ایک مثال دیکھیے:

”اُج وی ہور جہان دے منظر / ایس جہاں وچ دَس / اُج وی ہور کسے دے  
 پھٹ ای / میرے اندر دَس / اُج وی مینوں کل دے واگوں / آندی کل دی پے  
 گئی / اُج وی جڑی گل کرنی سی / پچھلی کل وانگ رہ گئی۔“ (نظم: اُج وی) (۳۰)

وَلُو ہنا: تو قیر چغتائی

یہ بنیادی طور پر نظموں کا مجموعہ ہے جس میں صرف تین غزلیں شامل ہیں۔ پوٹھوہاری لہجے کی  
 ان نظموں میں پابند، معرّی اور آزاد ہیئت کے نمونے دیکھے جاسکتے ہیں۔ مجموعی طور پر ان نظموں کا بڑا  
 موضوع ’رومان‘ ہے۔ ایک مثال دیکھیے:

”اس پھیرے چند رُڑھسی / ماہیا تاں مُوسیٰ / چن چڑھیا پر عید نہ آئی / دل گلیاں  
 چ پھرے شُدائی / کوئی کنڈا پوسی / ماہیا تاں مُوسیٰ۔“ (نظم: بے وسائی) (۳۱)

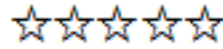
ویلے وی اکھ: ابوسفیان جانی جان

مزاحیہ نظم، غزل اور گیتوں پر مشتمل مجموعہ کلام میں جو نظمیں شامل ہیں وہ ہیئت اور اسلوب  
 بیان کے حوالے سے پنجابی نظم کی نوکلاسیکی روایت کا تسلسل ہیں۔ رومان کے علاوہ بیشتر نظمیں عوامی

موضوعات پر لکھی گئی ہیں۔ مثلاً دیکھیے:

”کہڑی شے خریدیاں تے کیہ دیکھاں لگا ہو یائے ہر سامان تے ٹیکس / کھاوے  
پیوے کیہ او تھے عوام دسو جتھے لاؤن حاکم پین کھان تے ٹیکس / آٹے داں تے ٹیکس  
کون مرچ تے ٹیکس صابن صرف مالے روٹی مان تے ٹیکس / بجلی گیس تے ٹیکس لکڑ  
تیل تے ٹیکس چلبے چلبے تے ٹیکس تے مکان تے ٹیکس“۔ (نظم: ٹیکس) (۳۲)

اس تفصیل کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ جدید شعور کی حامل نئی پنجابی نظم اور نوکلاسیکی پنجابی نظم کی  
تخلیق دو دھاروں کی مانند اسلوب بیان اور ہیئت ہر دو سطح پر ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔ نئی نظم کے عہد  
میں نوکلاسیکی نظم کی تخلیق اس حوالے سے اہم ہے کہ یہ موازنے اور تقابلی کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔  
بہر حال جدید شعور کی حامل نئی پنجابی نظم کو ہی پنجابی شاعری کا مستقبل گردانا جائے گا۔



### حوالے

- (۱) نجم حسین سید۔ آساں ٹساں دی کون کون۔ سچیت کتاب گھر لاہور۔ ستمبر 2013ء۔ ص 84
- (۲) ایضاً ص 11
- (۳) سلمان سعید۔ جانمیاں زتاں دے پرچھاویں۔ القمر انٹرنیشنل پرائز لاہور۔ 2013ء۔ ص 14
- (۴) نوید شہزاد۔ فنشنگ لائن۔ شعبہ پنجابی پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ 2013ء۔ ص 42, 44
- (۵) ایضاً ص 46
- (۶) زاہد مسعود۔ کئی کئی دریا۔ بک ہوم لاہور۔ 2013ء۔ ص 104
- (۷) ایضاً ص 127, 128
- (۸) ایم اے آزا دکھو کھر۔ نظماں ای نظماں۔ مقصود پبلشرز لاہور۔ ستمبر 2013ء۔ ص 184
- (۹) اجمل خیال۔ ودھوارنگی مانگ۔ بک ہوم لاہور۔ 2013ء۔ ص 23
- (۱۰) حکیم نذیر احمد نذیر۔ آساں۔ بزم شباب ادب فیض آباد۔ 2013ء
- (۱۱) منور کلیل۔ اکھاں مٹی ہو کھیاں۔ پنجابی مرکز لاہور۔ دسمبر 2013ء۔ ص 9

- (۱۲) صائم الماس مسرور لکھیوں اوہلے۔ فکشن ہاؤس لاہور۔ 2013ء۔ ص 32, 33  
 (۱۳) ایضاً۔ ص 106  
 (۱۴) ایضاً۔ ص 140
- (۱۵) ایس اے عمران نقوی۔ پانی دا پر چھاواں۔ سانجھ پبلی کیشنز لاہور۔ اول۔ 2013ء۔ ص 47  
 (۱۶) زوار حکیم محمد ابصار حیدری۔ تیرے عشق بیماریاں لائیاں۔ ستمبر 2013ء۔ ص 60  
 (۱۷) اعجاز فیروز اعجاز۔ خاباں بھریاں اکھاں۔ نگاہ پبلی کیشنز لاہور۔ 81  
 (۱۸) امین اڈیرائی۔ دل دا کاسہ۔ لال پبلی کیشنز حیدرآباد سندھ۔ 2013ء۔ ص 27  
 (۱۹) ایضاً۔ ص 92
- (۲۰) یوسف رند۔ رتی شام داسفر۔ مکتبہ فکر و دانش وارڈوئجن ڈاٹے کامپا کستان لاہور۔ 2013ء۔ ص 39, 40  
 (۲۱) ایضاً۔ ص 42, 43  
 (۲۲) گل زیب عباس۔ عشق پریتاں۔ گلشن ادب پبلی کیشنز لاہور۔ 2013ء۔ ص 42  
 (۲۳) ایضاً۔ ص 106
- (۲۴) محمد صابر قلندر وار۔ محمد پبلی کیشنز لاہور۔ 2013ء۔ ص 140  
 (۲۵) محمد ممتاز راشد۔ کرماں دی چھاں کرے۔ عظمی پبلی کیشنز لاہور۔ 2013ء۔ ص 118  
 (۲۶) بشری ناز۔ کندھا سماناں تیک۔ دستخط مطبوعات فیصل آباد۔ دسمبر 2013ء۔ ص 110  
 (۲۷) ایضاً۔ ص 116  
 (۲۸) ایضاً۔ ص 122
- (۲۹) محمد ایوب سنگیا۔ مخرے کر دی اکھ۔ شہباز پبلشرز جہلم۔ جنوری 2013ء۔ ص 99  
 (۳۰) خاقان حیدر غازی۔ میں پوچھتا نہیں چکھیا۔ سانجھ پبلی کیشنز لاہور۔ 2013ء۔ ص 87  
 (۳۱) توقیر چغتائی۔ وٹو ہنا۔ چغتائی پبلشرز کراچی۔ 2013ء۔ ص 25  
 (۳۲) ابوسفیان جانی جان۔ ویلے دی اکھ۔ ادارہ پنجابی لکھاریاں لاہور۔ 2013ء۔ ص 5

